توہین خداوندی کا سوال توہین رسالت سے پہلے ہے۔

انبیاءؑ کو خدا ہی عزت دیتا ہے۔ گستاخی رسول کے قانون پر تبصرہ۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 / جولائی 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ
الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶
قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ
مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۷
وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۸
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ
تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹

(الجمعہ:6تا9)

پھر فرمایا:۔

یہ سورہ جمعہ کی آیات 6 تا 9 ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے اس مضمون پر مزید کچھ کہنے سے پہلے بعض اعلانات ہیں۔ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جرمنی کا سولھواں سالانہ اجتماع کل 16 /

جولائی بروز ہفتہ سے شروع ہو رہا ہے اور 17 /جولائی تک جاری رہے گا۔ تو لجنہ اماء اللہ کے اور ناصرات کے اس اجتماع میں دوست ان کو دعا میں یاد رکھیں اللہ ان اجتماعات کو بابرکت فرمائے اور ہر پہلو سے ایسی برکتیں عطا فرمائے جو دائمی رہنے والی ہوں، اجتماع کے دنوں کے ساتھ ختم نہ ہو جائیں۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا مضمون بہت ہی دلچسپ اور گہرا اور عبرتناک ہے۔ پہلے بھی بارہا اس آیت کی تلاوت کے حوالے سے مذہبی قوموں کے اس ادبار کا ذکر کر چکا ہوں جب وہ اپنی تعلیمی ذمہ داریوں کو بھلا دیتی ہیں۔ قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے اس کے دو پہلو ہیں جو ایک دوسرے کے بعد نظر کے سامنے ابھرتے ہیں پہلا یہ کہ وہ تمام لوگ جو اہل کتاب ہیں وہ تمام تر اس آیت کے مضمون کے مخاطب بنتے ہیں۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ یعنی تورات صرف یہود کے علماء اور رَبَّانِيِّيْنَ کے لئے تو نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ ان تمام کی خاطر نازل کی گئی تھی جنہوں نے موسیٰ کو قبول کیا اور اس پر ایمان لانے کے نتیجے میں اس کی شریعت کے پابند ٹھہرے۔ پس قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ تمام اہل کتاب جن سب کو تورات عطا کی گئی تھی لیکن پھر اس کتاب کا بوجھ انہوں نے اٹھانا ترک کر دیا یعنی اس کی پابندیوں سے بری الذمہ ہو گئے اور آزاد ہو گئے۔ ان کی مثال ایک ایسے گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ ڈالا جائے اور کتابوں کا بوجھ جب گدھے پہ ڈالا جاتا ہے تو دو طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں یعنی طبعی نتیجے دو ظاہر ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ گدھے کو کچھ پتا نہیں کہ اس کے اوپر کیا لدا ہوا ہے اور اس کی بلا سے جب یہ بوجھ اترے تو وہ فرحت محسوس کرتا ہے، فراغت محسوس کرتا ہے کہ شکر ہے اس مصیبت سے چھٹکارا ملا۔ چونکہ وہ جانتا نہیں کہ اس بوجھ کی قیمت کیا ہے اس لئے اس کے نزدیک اس کی کوئی بھی قدر نہیں ہوتی اور ایسی کامل مثال ہے کہ ہر پہلو سے کامل طور پر ان مذہبی قوموں پر چسپاں ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ ایک نعمت عطا کرتا ہے پھر وہ خود اس نعمت کو سمجھنے کے اہل نہیں رہتے اور جب وہ نعمت اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ وہ اس سے استفادہ کریں، اس سے پیار محبت بڑھائیں، اس نعمت کے نتیجے میں خود بھی فیض اٹھائیں اور دنیا کو بھی فیض پہنچائیں تو ایک محض ایسا بوجھ ہے جیسا گدھے کے اوپر کتابوں کا بار ہو اور پھر وہ لازماً اسے اتار پھینکتے ہیں ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا میں یہی مضمون ہے جو بیان ہوا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو نہیں اٹھایا۔ جیسے گدھے بھی جب کتابیں ڈالی جاتی ہیں تو ہمیشہ پھر کتابیں اپنی کمر پر اٹھائے ہوئے اسی کے

ساتھ تو نہیں سویا کرتے اور اسی کے ساتھ تو نہیں زندگی گذارتے ۔ جب منزل پہ پہنچے ان کتابوں کا بوجھ اتارا اور فارغ ہو گئے ۔

دوسرا پہلو اس کا علماء ہیں جو بائبل کے علماء خصوصیت کے ساتھ اس آیت کے پیش نظر ہیں ایک طرف تو قرآن کریم فرما رہا ہے کہ انہوں نے بوجھ اتار دیا، دوسری طرف مثال دے رہا ہے کہ گدھے ہیں جنہوں نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے تو اس دوسرے پہلو پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو علماء کا نقشہ سامنے آتا ہے جنہوں نے بوجھ نہیں اتارا بلکہ اس بوجھ کو اٹھائے پھرتے ہیں اور اعلان یہ کرتے ہیں کہ ہم ہی اس بوجھ کے کلیۃً ضامن اور مالک بن بیٹھے ہیں ۔ ہم سے ہی جو آنا چاہے تعلیم حاصل کرے ۔ ہم ہی مذہب کی کلیۃً اجارہ داری حاصل کر چکے ہیں ۔ ہم مذہب کی نمائندگی اختیار کر چکے ہیں ۔ پس جس نے کچھ علم سیکھنا ہے ہم سے آکے سیکھے ۔ تو مذہبی کتابوں کا اجارہ دار بن جانا جب تنزل کے دور میں علماء کے سپرد ہو جاتا ہے تو اس وقت کا نقشہ ہے جو بہت ہی خوبصورت الفاظ میں کھینچا گیا ہے ۔ قوم کا فرض تھا ان میں سے ہر فرد تورات کی تعلیم کو سمجھتا اس پر عمل کرتا اور اس کا نگران اور محافظ بننے کی کوشش کرتا ۔ اس صورت میں تورات کی تعلیم ان کی نگران ہو جاتی اور ان کی حفاظت کرتی ۔ لیکن قوم نے بحیثیت قوم اس تعلیم کی ناقدری کی ، اس سے پیٹھ پھیر لی اور اپنے گلوں سے یہ بوجھ اتار دیا اور پھر کیا ہوا؟ پھر یہ بوجھ گدھوں پر آ پڑا ۔ ان گدھوں پر جو اس کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ جب قوم ایک چیز کی ناقدری کرتی ہے تو عموماً وہ چیز اس حصے کی سپرد کی جاتی ہے جسے اپنے میں سے کمتر سمجھتی ہے اور یہی واقعہ ہمیشہ امتوں میں گزرا ہے اور یہی ہوتا رہے گا کہ جب کوئی قوم الٰہی پیغامات کی ناقدری کرتی ہے تو قوم کا وہ حصہ اس کو اٹھاتا ہے جو قوم کے نزدیک بے حیثیت اور ذلیل ہوتا ہے ۔ لیکن رفتہ رفتہ چونکہ وہ اس پیغام کے اجارہ دار بن جاتے ہیں اس پیغام کی برکت سے اور قوم کی جاہلیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ایک قسم کی سرداری بھی اختیار کر جاتے ہیں لیکن ان کی اپنی حالت ان گدھوں کی سی ہے جن پر کتابوں کے بوجھ لادے گئے ہوں ان کو کچھ پتا نہ ہو کیا اٹھایا ہوا ہے ۔ تو اگر مرکبّ گدھا ہونے کا کوئی مضمون ہے تو وہ یہاں بیان ہوا ہے جیسے جہل مرکبّ کہتے ہیں ایک تو پہلے ہی گدھے تھے جن پر بوجھ ڈالا گیا ۔ اوپر سے کوئی عقل فہم نہیں کچھ پتا نہیں کہ ہے کیا اور ان کو قوم سردار بنا بیٹھتی ہے ۔ پس کیسی رسوا کن سزا ہے خدا کے پیغام کی بے حرمتی کرنے کی ۔ اس سے

زیادہ ذلیل سزا کسی قوم کونہیں دی جاسکتی کہ جس پیغام کوانہوں نے درخور اعتناء ہی نہیں سمجھا تھا وہ سمجھتے تھے اس لائق نہیں ہے کہ ہم اس پر توجہ کریں، اسے پڑھیں، اس پر عمل کریں، اٹھا کر قوم کے اس حصے کے سپرد کر دیا جو ان کے نزدیک ادنیٰ اور معمولی حیثیت کے لوگ تھے پھر خدا کی تقدیر نے ان کو ہی ان کا مذہبی سردار بنا دیا اور ایسے مذہبی سردار جو پہلے ہی بے حیثیت ہوں اوپر سے عقل نہ ہو کہ خدائی پیغام کو سمجھ سکیں وہ قوم کے لئے سب سے بڑی لعنت بن جاتے ہیں۔ یہ تمام مذہبی تاریخ کا خلاصہ ہے جو اہل کتاب کے حوالے سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ نے ہم پر کھول دیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ان بدنصیبوں کی مثال بہت ہی بری ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلا دیا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس کا اس پہلے مضمون سے کیا تعلق ہے؟ پہلے جس قوم کا ذکر ہے اس نے تکذیب تو نہیں کی اس نے تو بوجھ اتارا ہے مگر ایمان قائم رکھا ہے اور کچھ حصے نے بوجھ اٹھایا بھی ہوا ہے خواہ گدھوں کی طرح اٹھایا ہو، انہیں مکذب تو نہیں کہا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ پھر جب بھی انبیاءؑ آتے ہیں ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ جن کو مذہب کے فلسفے سے اور اس کی حقیقت سے آگاہی نہ ہو، جو مذہبی پیغام کی عظمت اور مرتبے کو نہ سمجھتے ہوں، ان کے لئے مذہبی پیغامات جو آئندہ آنے والے نبی کی طرف ہدایت کرنے والے ہوتے ہیں بالکل بے کار اور بے معنی ہو جاتے ہیں اور ایسی قوم تکذیب کے لئے ذہنی اور قلبی اور نفسیاتی ہر لحاظ سے پوری طرح تیار ہوتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی آمد پر جو واقعہ گزرا دراصل یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ تورات کی پاک تعلیم تو قوم نے گدھوں کے سپرد کر دی تھی اور گدھے بھی بوجھ کے طور پر اسے اٹھاتے پھرتے رہے ہیں۔ ان کی سرداری میں تم جا چکے ہو تمہیں کیسے ان کی طرف سے ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ تمہارے تو مقدر میں تکذیب لکھی جا چکی ہے۔ پس اگر تم محمد مصطفی ﷺ کو پہچان نہیں سکتے تو تمہاری اس جہالت کا قصور ہے جس کے نتیجے میں تم نے پہلے پیغام کی ناقدری کی تھی اور اس ناقدری کے نتیجے میں یہ جہالت در جہالت کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن اس کے باوجود تم اللہ کے دوست ہونے کا دعویٰ کرتے ہو، کہتے ہو ہمیں اللہ کی حرمت اور عزت کا بڑا پاس ہے ہم اللہ کی خاطر سب کر رہے ہیں۔ یہ دعوے ساتھ ساتھ جاری و ساری ہیں۔ فرمایا اس صورت میں تو صرف ایک ہی علاج ہے کہ تم

خدا کے نام پر اپنی سچائی کا اقرار کرتے ہوئے یہ اعلان کرو کہ اگر ہم حقیقت میں خدا سے محبت کرنے والے نہیں اور خدا کی خاطر یہ بوجھ نہیں اٹھائے ہوئے تو اے خدا ہمیں موت دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے وہ اپنے دل کی سچائی پر موت کی شرط نہیں لگائیں گے اور خدا سے اس بنا پر موت نہیں مانگیں گے کہ اگر ہم اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں تو اے خدا تو ہمیں موت دے دے۔

چنانچہ جب میں نے جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلے کا چیلنج دیا تھا تو آپ کو علم ہے کس طرح مولویوں میں کھلبلی مچ گئی تھی اور افراتفری پڑ گئی تھی لیکن کوئی بھی حقیقت میں شرائط کے ساتھ اس پیغام کو قبول کر کے مباہلے کے لئے سامنے نہ آیا اور ہزار بہانوں اور عذروں سے انہوں نے اس مباہلے کو ٹال دیا مگر مباہلے کی اور بھی قسمیں ہیں۔ لفظ مباہلہ ان پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہاں بھی لفظ مباہلہ اس صورت پر اطلاق نہیں پا رہا بلکہ مباہلہ کی وہ رسمی شکل جس کا میں نے بیان کیا تھا وہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک یہ بھی قسم ہے۔

پس میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام دنیا کے مولویوں کو اس نوع کے مباہلے کی طرف بلاتا ہوں۔ ہم بھی تمام دنیا کے احمدی خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسمیں کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم جو کاروبار کر رہے ہیں اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں اور ہماری تمام توانائی اور ساری طاقت اللہ کی محبت سے پھوٹتی ہے۔ کوئی نفرتیں ہمارے پیش نظر نہیں، کوئی انتقام ہمارے پیشِ نظر نہیں۔ بنی نوع انسان کی بھلائی ہے تو وہ بھی اللہ ہی کی خاطر ہے اور خدا گواہ ہے کہ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ یہ حلفیہ اعلان تمام دنیا کے احمدی، ایک ایک بچہ میرے ساتھ آج اس وقت کر رہا ہے جو سب دنیا میں اس پیغام کو سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔ مولوی بھی یہ اعلان کر دیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں محض اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں کوئی ذاتی کمینی دشمنیاں، کوئی ذاتی مفادات، کوئی سیاسی مقاصد ہرگز ہمارے پیش نظر نہیں۔ ہم کلیۃً اس سے مبرا ہیں پھر دیکھیں کہ کیا ان کے ساتھ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۝۸ ہم اعلان کرتے ہیں کبھی یہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ ان کے اعمال کیا ہیں؟ کیا وہ اپنے آگے بھیج رہے ہیں؟ اپنے کردار سے واقف ہیں۔ اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں ہے لیکن ان کو یہ بتا دو کہ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ

فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ کہ اے موت سے بھاگنے والو اور فرار اختیار کرنے والو! یاد رکھو موت سے تم نہیں بھاگ سکتے۔ تمہارے اعلان کے نتیجے میں جلدی آ جائے یا تم اپنی اجل مسمّی تک پہنچائے جاؤ جو صورت بھی ہوگی تم نے لازماً خدا کے حضور حاضر ہونا ہے پھر کیا ہوگا ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اس خدا کے حضور حاضر ہو گے جو غیب کو بھی جانتا ہے اور حاضر کو بھی جانتا رہا ہے فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تمہیں وہ خوب اچھی طرح سے باخبر کر دے گا ان باتوں سے جو تم کیا کرتے تھے۔

یہ وہ مضمون ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مذہبی قوموں کے انحطاط کی تاریخ کا خلاصہ ہے لیکن ایسا خلاصہ جو ہر پہلو پر حاوی ہے۔ یہ ادبار کئی طرح سے قوم کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے۔

آج کل جو آپ آئے دن ایسے ہنگاموں کی باتیں سنتے ہیں جن میں انبیاءؑ کی عصمت اور عزت اور احترام کے نام پر بنائے جانے والے قانون پر زیرِ بحث ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ عصمتِ انبیاءؑ اور خصوصاً آنحضرت ﷺ کی ہتک اور گستاخی کے نتیجے میں جو موت کی سزا پاکستان میں مقرر کی گئی ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔ گویا محض للہ یہ کارروائی تھی اور اس کے خلاف کوئی حرکت، کوئی قانون، کوئی کوشش قابلِ برداشت نہیں، یہ جو ہنگامہ آرائیاں پاکستان میں ہوتی رہی ہیں اور بنگلہ دیش میں بھی چلائی جارہی ہیں اور بعض ملکوں میں بھی یہ تحریک اسی طرح آہستہ آہستہ آگے بڑھائی جائے گی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس کے تمام پہلوؤں پر ایک خطبات کے سلسلے میں روشنی ڈالوں۔ متفرق مواقع پر سوال و جواب کی مجالس میں یہ باتیں زیر بحث لائی جا چکی ہیں۔ جب سلمان رشدی کا قصہ ہوا تھا اس وقت بھی جماعت کے موقف کے طور پر میں نے یہ باتیں بیان کی تھیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ قوم پر حجت تمام کرنے کے لئے ایک دفعہ اس مضمون کے ہر پہلو سے پردہ اٹھا دوں تا کہ بات اتنی کھل جائے کہ کوئی شخص پھر خدا کے حضور یہ عذر نہ پیش کر سکے کہ ہمیں معاملے کی سمجھ نہیں آئی تھی، ہم تو ان باتوں سے واقف نہیں تھے۔

پہلی بات تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اس آیت کریمہ سے گہرا تعلق ہے وہ قومیں جو ذاتی مذہبی علم نہیں رکھتیں یعنی مذہبی علم سے بے اعتنائی کے نتیجے میں اس علم کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی اور عامۃ الناس الگ ہو جاتے ہیں اور مولوی، ملّا نے الگ ہو جاتے ہیں۔ قوم کے دو

طبقے بن جاتے ہیں ایک وہ جنہوں نے الٰہی کلام اور پیغام کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور ذاتی طور پر مذہب کا کوئی علم بھی نہیں رکھتے۔ سوائے چند معمولی باتوں کے ان کو اور مذہب کی کسی حقیقت کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن کچھ ایسے لوگ ہیں جو پھر اس میں سپیشلسٹ کہلاتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ تمام مذہبی انبار ہماری گردنوں پر ڈالے گئے ہیں، ہم سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نمائندہ بن کے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب مذہب کی نمائندگی میں کچھ بات کہتے ہیں تو قوم کی اکثریت ذاتی طور پر اس تحقیق کی اہلیت ہی نہیں رکھتی کہ وہ سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ بول رہے ہیں۔ جو بات بیان کرتے ہیں وہ حقیقت میں مذہب کی بات ہے بھی کہ نہیں اپنے نفس کا جھوٹ ہے، اپنے نفس کی تعلّی ہے اپنی انانیت کے قصے ہیں یا حقیقت میں خدا رسول کی باتیں ہیں یہ تمیز کرنے کی اہلیت ان قوموں میں نہیں رہتی۔ اس کے بعد ان کا مذہب جن کا ان کو علم نہیں ان کے خلاف ہوّا بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ڈر کے مارے یہ لوگ آگے آگے بھاگتے ہیں اور امن کی پناہ گاہیں ڈھونڈتے ہیں کہ کسی طرح اس مصیبت اس بلا سے چھٹکارا ملے۔ لیکن پیچھا کرنے والوں کا اعلیٰ مقصد خدا اور خدا کی محبت نہیں ہوتی جیسا کہ اس آیت کریمہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ ان کی شرطیں اور قسم کی ہوتی ہیں دنیاوی مفادات سے تعلق رکھتی ہیں، ذاتی انتقامات سے تعلق رکھتی ہیں اور خدا کی محبت کا نہ قصے کے آغاز میں ذکر نہ درمیان میں نہ آخر پر، اس سے بالکل بے تعلق باتیں ہوتی ہیں۔

پس ان دنوں میں جو ناموس رسول ﷺ کے نام پر تحریک چلائی جا رہی ہے اس کے جو مختلف پہلو ہیں وہ میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ یعنی تمام دنیا کے مسلمانوں کے سامنے خصوصیت سے، تا کہ وہ ان کو سمجھیں اور کچھ روشنی حاصل کریں۔ ان اندھیروں میں نہ بھٹکتے رہیں جہاں ان کی گزشتہ بے اعتنائیوں نے انہیں جا پہنچایا ہے۔

اول تو یہ بات کھول کر پیش کرنے کے لائق ہے کہ اس تحریک یا اس جیسی تحریکات کے محرکات کیا ہیں؟ کیا یہ سیاسی اغراض کی خاطر اور سیاسی غلبے کی خاطر بعض مولویوں کے بہانے ہیں جو انہوں نے قوم کے سامنے رکھے ہیں یا حقیقت میں ناموس رسول ؐ یا ناموس خدا کی خاطر اس کی محبت میں یہ یہ سب تحریکات چلا رہے ہیں؟ یہ غور طلب باتیں ہیں۔ پہلے میں اسی حصے پر کچھ گفتگو کرتا ہوں۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ کل عالمِ اسلام میں اس وقت ملائیت اور مسلمان سیاستدانوں کے

درمیان ایک جدوجہد جاری ہے اور اس کا نہ ناموس خدا سے کوئی تعلق ہے نہ ناموس رسول سے کوئی تعلق ہے۔ یہ اصطلاحیں اب پاکستان اور ہندوستان اور بنگلہ دیش میں گھڑی گئی ہیں ورنہ تاریخ اسلام تو اس سے بہت پہلے سے ہے جبکہ یہ قصے نہ اٹھائے گئے نہ زیرِ بحث لائے گئے۔ آج بھی جو مصر میں فسادات ہوتے رہتے ہیں اور حکومت اور ملانوں کے درمیان مستقل جدوجہد جاری ہے وہ کس عصمت انبیاء کے نام پر کس کی خاطر ہے؟ الجیریا میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے اس کا عصمت رسولؐ سے بھلا کیا تعلق ہے؟ ایران میں ملاّنوں نے جس نام پر قوم پر غلبہ حاصل کیا اس کا عصمت رسولؐ سے کیا تعلق تھا؟ سوڈان میں جو کچھ ہوتا رہا اور اب ہو رہا ہے اس کا عصمت رسولؐ سے کیا تعلق ہے؟ غرضیکہ تمام عالمِ اسلام پر آپ نظر ڈالیں ایک لمبی جدوجہد ہے جو ملائیت کی مسلمان سیاست کے خلاف ہے اور وہ جب تک سیاست پر قابض نہ ہو جائیں ان کی دل کی بھڑک ٹھنڈی نہیں ہو سکتی۔ پس یہ محض مختلف بہانوں کے نام رکھے گئے ہیں، کہیں اس کا نام عصمت انبیاءؑ رکھ دیا گیا ہے، کہیں اس کا نام یہ رکھا گیا ہے کہ یہ ہمارے سیاسی راہنما اسلام کے دشمن اور دنیاوی طاقتوں کے نام پر کھیلنے والے ہیں۔ کہیں امریکہ کے ایجنٹ بنائے گئے، کہیں یہودیت کے ایجنٹ بنائے گئے، کہیں انگریزوں کے ایجنٹ بنائے گئے۔ بہانوں کے نام مختلف ہیں لیکن بہانے کی غرض سب جگہ ایک ہی ہے کہ ملاں مذہب کے نام پر سیاسی غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ سیاست دان جو اس بات کو سمجھتے نہیں اور ملاں کے سامنے انچ انچ کر کے یا چپہ چپہ یا بالشت بالشت یا پھر قدموں اور میلوں میں زمینیں چھوڑتے چلے جا رہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ بلا جتنی زیادہ زمین پر قابض ہوتی ہے اتنی زیادہ طاقتور ہوتی چلی جاتی ہے اور پیچھا چھوڑنے کا تو کوئی سوال ہی باقی نہیں۔ آج ایک بہانہ ٹوٹا تو کل دوسرا بہانہ بنے گا۔ کل وہ بہانہ توڑا گیا تو تیسرا بہانہ بنے گا۔ احمدیت کا جھگڑا بظاہر قوم چکا دے گی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ نوے سالہ مسئلہ حل ہو چکا اور اسے حل ہوئے کتنی مدت گزر چکی ہے۔ 74ء میں کہتے ہیں حل ہوا تھا اور آج 94ء ہے تو بیس سال پہلے جو مسئلہ حل ہو گیا تھا کیا اس مسئلے نے قوم کا پیچھا چھوڑ دیا!؟ اس لئے کہ ملاّں وہ بلا ہے جو پیچھا چھوڑنے والی بلا ہی نہیں ہے۔ اس حیثیت کو تم سمجھتے نہیں، تم جانتے نہیں، یعنی سیاستدان جانتے نہیں کہ حقیقت میں یہ سیاستدان کی گردن پر پنجے گاڑنے کے لئے بہانے بنائے گئے ہیں اور ان پنجوں میں یہ گردن زیادہ سے زیادہ جکڑی جا رہی ہے، یہ شکنجہ تنگ ہو رہا ہے۔ پس ان کو اس سے

بحث نہیں تھی کہ کسی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناموس کی حفاظت ہے یا نہیں ہے۔ یہ الگ مضمون ہے جس کو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ سب سے زیادہ ناموس رسولؐ کی محافظ اور علمبردار تمام دنیا میں جماعت احمدیہ ہے اور میں دلائل سے ثابت کر کے دکھاؤں گا کہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ جماعت تو ناموس نہیں کرتی ہم ناموس کے علمبردار ہیں۔ ان کے اپنے عقیدے کھلم کھلا ان کو جھٹلا رہے ہیں لیکن یہ بعد کے حصے سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔

پہلی بات تو آپ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ محض سیاست ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور دین کو ایک بہانہ بنایا گیا ہے اور دین کو اس رنگ میں بہانہ بنایا گیا ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو دین کی ادنیٰ بھی عقل نہیں ہے، ایک ذرہ بھی شناسائی نہیں ہے۔ ان کے حساب سے تو بالکل وہی حال ہے جیسے گدھے نے کتابیں اٹھائے رکھی ہوں، جس کو پتا ہی نہ ہو کہ کتابوں میں ہے کیا۔ پس اور باتیں تو چھوڑیئے یہی ناموس رسولؐ کے حوالے سے میں آپ پر ثابت کروں گا اور باقاعدہ دلائل کے ساتھ، قرآنی حوالوں سے احادیث اور سنت کے حوالوں سے کہ ان مولویوں کے مسلک میں ایک ادنیٰ بھی حقیقت اور سچائی نہیں۔ محض جھوٹے بہانے ہیں اور ناموس رسولؐ کو اگر خطرہ ہے تو ان لوگوں سے ہے اور خطرہ ہو چکا ہے ماضی میں تو ان لوگوں سے وہ لاحق ہوا ہے ورنہ اور کوئی خطرہ نہیں۔ قرآن کی تعلیم کیا ہے؟۔ اس کی تفصیل پر آپ غور کریں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ قرآن کی باتوں کا ان باتوں سے جو آج پاکستان میں زیر بحث آ چکی ہیں کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ سیاستدان اپنی ہوشیاریوں اور چالاکیوں کے باوجود یہ سمجھتا ہے کہ مولویوں کو ان کے مذہبی تقاضے منظور کر کے وہ زیرنگیں کر سکتا ہے اور بعض صورتوں میں وقتی طور پر فائدے اٹھانے میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ خیال کہ یہ کامیابی دائمی اور مستقل ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ آج چند دن کے لئے ٹھنڈ پڑتی ہے کل وہ ٹھنڈ پھر ایک جہنم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اب بھٹو صاحب نے جب جماعت احمدیہ کو باقاعدہ اسمبلی کو ایک خاص طریق پر منظّم کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف غیر مسلم ہونے کا اعلان کروایا تو اس سے پہلے جو اخبارات میں خبریں آ رہی تھی وہ بالکل کھلی کھلی اور واضح تھیں۔ جو اس کے بعد خبریں آئیں وہ بھی بڑی کھلی کھلی اور واضح ہیں اور تاریخ پاکستان کا ایک انمٹ حصہ بن چکی ہیں۔ علماء یہ اعلان کر رہے تھے کہ بھٹو صاحب آپ ہماری

بات مان لیں آپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے امیر المومنین بنالیں گے۔قوم کے صرف سیاسی راہنما ہی نہیں، مذہبی اور روحانی راہنما اور ایسے مذہبی اور روحانی راہنما جن کے متعلق ہم اعلان کریں گے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصال کے بعد سے آج تک ایسا عظیم راہنما پیدا نہیں ہوا۔اور پھر اس کے معاً بعد جب علماء کا وفد پیش ہوا تو کیسی کیسی انہوں نے خوشامدیں کیں۔کیسی کیسی تعریفیں کیں اور کہا کہ وہ مسئلہ جسے چوٹی کے علماء اور ہمارے آباؤ واجداد حل نہ کر سکے اسے اے امیر المومنین تیری ایک جنبش قلم نے حل کر دیا۔ بڑے بڑے زبردست اداریئے لکھے گئے اور ابھی وہ سیاہیاں سوکھی نہیں تھیں کہ بھٹو صاحب کے خلاف ایسی گندی تحریک چلائی گئی۔ دیواریں ان کو گالیاں دیتے ہوئے کالی کر دی گئیں۔اسلام کا بدترین دشمن قرار دیا گیا اور وہ سیاسی تحریک جو بالآخر اس مارشل لاء پر منتج ہوئی جس میں بد سے بدتر حکومت وجود میں آئی، وہ مارشل لاء انہی مولویوں کی تائید اور پوری طرح کوشش کے نتیجے میں ظاہر ہوا تھا اور سیاسی طاقتیں جو بھٹو صاحب کی مخالف تھیں وہ ان کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔

پھر ضیاء کے دور میں بھی یہی ہوا۔کیسی کیسی تعریف کے پل باندھے گئے کہ اے قوم کے سردار!، اے روحانی راہنما! بھٹو کے قدم جہاں رک گئے تھے اس منزل سے آگے تو بڑھا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ دنیا تجھے کیا کہتی ہے نہ تو نے امریکہ کا خوف کھایا نہ پاکستان میں احمدیوں کی جو بھی سیاسی طاقت تھی یا رعب پڑا ہوا تھا اس کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ کی اور اکیلا آگے بڑھا اور وہ کام کر گیا جو کبھی پہلے کوئی نہیں کر سکا تھا۔تو بھٹو صاحب سے ایک قدم آگے بڑھا دیا بلکہ کئی قدم آگے بڑھا دیا اور پھر جس طرح ان کا انجام ہوا جس طرح اس انجام سے پہلے ان کے خلاف تحریکات چلیں اور دیواروں پر ان کے متعلق جو لکھا گیا وہ آج بھی اہل پاکستان کو یاد ہوگا۔اس (نعوذ باللہ من ذالک) امیر المومنین کا نام آخر پہ کیا بتایا گیا۔صرف فرق یہ ہے کہ قرآن نے تو گدھا کہا تھا انہوں نے گدھے کے لفظ کو بدل کے کتے میں تبدیل کر دیا لیکن اپنا سردار انہی کو بنایا جن کو دوسرے دن خود کتا کہا اور کتے کہہ کہہ کر گلے سے اتارا۔عجیب قوم ہے اور یہ مولوی ہے یہ سب ملاں کی تحریکات ہیں۔اب ایسے مولویوں کے سپرد اگر آپ اپنی گردنیں کر دیں گے اور کر چکے ہیں اور کرتے چلے جارہے ہیں تو اس قوم کا کیا انجام ہوگا میں آپ کو وہ انجام دکھانا چاہتا ہوں۔وہ وقت گزر چکے ہیں جب آپ اپنے قدم واپس کر سکتے تھے یہ بالکل خیال دل سے مٹا دیں کہ احمدیت نعوذ باللہ من ذالک آپ سے مرعوب ہو کر آپ کے خوف میں

منتیں کر رہی ہے کہ یہ قدم اٹھاؤ۔ آپ کو بتا رہی ہے کہ جو قدم بھی اٹھائے جانے چاہئیں وہ آپ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ میں وہ دلیر دل رکھنے والے وہ تقویٰ شعار اور سچائی پر قائم رہنے والے باشعور لوگ باقی نہیں رہے جو اصولوں کی خاطر بڑی سے بڑی مخالفتوں کے سامنے اپنی چھاتیاں پیش کر دیتے ہیں۔ اس لئے قوم کے اخلاق کا جب دیوالیہ پٹ چکا ہو، جب عقلیں ان کے سپرد کر دی جائیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھوں پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا جائے، تو پھر ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ عقل کی بات کو سنیں گے اور اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا کریں گے یہ خود ایک بے عقلی کی بات ہے۔ تو پھر کیوں ایسا کیا جاتا ہے۔ مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ محض اپنے رب کے حضور اپنی معذرت کے طور پر کہ اے اللہ ہم پر کوئی عذر نہیں۔ ہم کو پیغام پہنچانے کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا ہم اس پیغام کا حق ادا کر چکے ہیں اس ابلاغ کا حق ادا کر چکے ہیں آگے اس قوم کا مقدر ہے، یہ بات مانے یا نہ مانے مگر ہم آخر وقت تک آخری سانس تک اس پیغام کو پوری تفصیل کے ساتھ اس قوم کے سامنے کھول کھول کر رکھتے رہے ہیں۔ یہ معذرت جو قرآن سے ثابت ہے، جو سنت سے ثابت ہے، جو صحابہؓ کے کردار سے ثابت ہے کہ مرتے مرتے بعض ایسے پیغام شہادت کے وقت آخری سانسوں میں دیئے اور ساتھ یہ کہا کہ ہم بطور معذرت کے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اللہ کے حضور بری الذّمہ ہو کے حاضر ہوں کہ ہم نے اپنے پیغام کی ذمہ داری کو ادا کر دیا تھا۔ پس اس کے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں۔ ورنہ بارہا پہلے بھی ہو چکا ہے کہ جب کوئی سیاسی تبدیلی رونما ہوئی تو بھولے احمدیوں نے مجھے لکھنا شروع کیا کہ الحمدللہ کہ صبح آ گئی۔ مجھے یاد ہے کہ ایسے موقع پر میں نے ایک عرب شاعر کا یہ شعر پڑھا تھا۔

يَا اَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيْلُ اَلَا انْجَلِىْ
بِصُبْحٍ وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْكِ بِاَمْثَلِ

کہ اے طویل اندھیری رات خدا کے لئے روشن ہو جا ایک صبح کی صورت میں۔ لیکن یہ کہنے کے بعد کہتا ہے بِصُبْحٍ وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْكِ بِاَمْثَلِ لیکن صبح بھی جو آئے گی وہ تجھ سے روشن تر تو نہیں ہو سکتی۔ وہ تو ایک اندھیری رات کے بعد ایک اندھیری صبح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ تو میں نے تمام جماعت پر خطبے میں یہ بات کھول کر اسی شعر کے حوالے سے بیان کی تھی کہ تم جن کو طلوع فجر سمجھ

رہے ہو وہ ایک اور اندھیری رات کا طلوع ہے۔ بعض ایسے اوقات آتے ہیں جب راتوں کے بعد راتیں ہی طلوع ہوتی ہیں۔ پس جس قوم کی بدنصیبی یہ ہو جائے کہ ہر رات کے بعد ایک رات طلوع ہو رہی ہو اس قوم کو یہ تو نہیں سمجھایا جا سکتا کہ تم رک جاؤ اور آنکھیں کھولو اور دیکھو۔ وہ اندھیرے ان کے اپنے دماغوں کی پیداوار ہیں وہ ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ مومن کا نور بھی اس کے دل سے پھوٹتا ہے اور اس کے آگے آگے چلتا اور اندھیری راتوں کو مومن کے لئے روشن کر دیتا ہے۔ پس یہ عجیب راتیں ہیں جن میں کچھ تو ہیں جو اندھیروں میں بھٹکتے اور مزید بھٹکتے چلے جاتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کے دل کا پاک باطنی کا نور ان کے چہروں پر ہویدا ہوتا ہے ان کے آگے آگے روشنی کرتا ہوا چلتا ہے۔ تو ہرگز یہ توقع نہیں ہے کہ آپ میں سے کوئی ایسا انسان ہے یعنی پاکستان کے سیاستدانوں میں سے جو تقویٰ شعاری کے ساتھ، خدا کے نام پر، صداقت کی خاطر سینہ سپر ہو جائے اور قائداعظم کے نام کو دوبارہ اس ملک میں زندہ کر سکے۔

ہم نے اپوزیشن بھی دیکھ لی ہے اور حکومت بھی دیکھ لی ہے۔ وہ حکومت بھی دیکھ لی جو کبھی اپوزیشن تھی۔ وہ اپوزیشن بھی دیکھ لی ہے جو کبھی حکومت ہوا کرتی تھی۔ آئندہ کتنی بار یہ رات اور دن پلٹیں گے اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر کوئی بھی صداقت کے لئے روشنی کا پیغام نہیں لا سکا۔ اب جو موجودہ دور میں بات ہوئی ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کیسے کیسے بہادر لوگ ہیں۔ جو اعلان کیا گیا تھا ایک وزیر کی طرف سے اس کی مرکزی روح یہ تھی کہ اس نام پر ہم ظلم نہیں ہونے دیں گے اور عیسائیوں سے وعدہ ہو رہا تھا احمدیوں کی تو بات ہی کوئی نہیں تھی۔ عیسائی قوموں کے آگے ہاتھ جوڑے جا رہے تھے کہ بالکل پرواہ نہ کرو۔ مجال ہے جو کسی عیسائی کے خلاف ہتک رسولؐ کا مقدمہ دائر ہو جائے ہم یہ وعدہ کرتے ہیں۔ ہمیں اور احمدیوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ مولویوں کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں احمدیوں کو بھی کوئی انصاف کی ضمانت نہ دے دی گئی ہو اس پر جو ہنگامے انہوں نے کھڑے کئے ہیں اس پر جو ساری قوم کا حال ہوا ہے، کس طرح سیاستدان اپنے پاجاموں میں کانپے ہیں اور کیسی کیسی منتیں کی ہیں اور کہا کہ خدا کی پناہ، انـا لـلّٰـه ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے قادیانیوں کے حق میں انصاف کا فیصلہ! ہماری توبہ، ہماری بلا سے ہم ایسا نہیں کر سکتے اور اعلانات سے صفحوں کے صفحے اخباروں کے کالے ہوئے پڑے ہیں اور یہ مولوی ہے جو پیچھا نہیں چھوڑ رہا اور پھر ایک ایسا واقعہ رونما

ہوا ہے جو انصاف کی تاریخ میں کل عالم میں کہیں بھی رونما نہیں ہوا۔ نئی انصاف کی تاریخیں لکھی گئی ہیں کہ سپریم کورٹ کا گھیراؤ ملاں کر رہے ہیں کہ اگر تم نے انصاف کا فیصلہ کر دیا، یعنی یہ الفاظ اس کے اندر شامل ہیں، کہ اگر تم اس نتیجے پہ پہنچے کہ احمدیوں کو قرآن اور شریعت حق دیتے ہیں کہ ان کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں جو قوم کر رہی ہے وہ نہ کرے تو پھر ہم تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تم سے انتقام لیں گے اور اس کے نتیجے میں سپریم کورٹ کے یا ہائی کورٹ کے ججز کی طرف سے ظاہر ہے کوئی اعلان نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا تھا تو وہ نہیں ہوا مگر یہ ہوسکتا تھا کہ اگر انصاف کا تصور اس قوم کے نزدیک یہ ہے تو یہ ہمارے استعفے ہیں۔ یہ تمہاری ردی کی ٹوکری کے لائق ہیں، جہاں چاہو پھینکو ان کو مگر ہم باعزت اور باانصاف لوگ ہیں ہم ایسی قوم کی خدمت کرنے سے معذور ہیں جہاں انصاف کا یہ تصور ہو اور قوم کی نمائندگی میں برسر اقتدار آنے والی پارٹی کا یہ ردعمل ہو کہ عدلیہ گھیراؤ میں آرہی ہے اور وہ آرام سے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور منتیں کر رہے ہیں اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ اعلان تو نہیں کر سکتے ایسی توفیق ان میں بھی کسی کو نہیں ہوئی۔ لیکن ان کے ہوم منسٹر صاحب نے جو وزیر داخلہ ہیں انہوں نے اعلان کیا اور عجیب اعلان ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر سپریم کورٹ سے کوئی انصاف کا فیصلہ ہو گیا یعنی انصاف کے فیصلے سے مراد یہ ہے کہ یہ اس نتیجے پہ پہنچے کہ احمدی برحق ہیں، ان کا کوئی جرم نہیں ہے اور ان کے خلاف مقدمات جھوٹے ہیں اگر یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے کر دیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ اب اس میں پیغام کیا مضمر ہے ساری دنیا دیکھ رہی ہے سن رہی ہے وہ اندازہ لگا سکتی ہے اس استعفے سے ملاں کی تسلی کیسے ہوسکتی ہے سوائے اس کے کہ کوئی مخفی ضمانت اس میں پوشیدہ ہو، سوائے اس کے کہ کوئی ان کہی باتیں ہوں اس کے اندر ورنہ اس کے نتیجے میں ملاں کا گھیراؤ اٹھانا بالکل بے معنی بات ہے۔ تو جس قوم کے انصاف کا یہ عالم ہو اور اس طرح اس کا پول ساری دنیا میں کھل جائے اس سے مجھے یہ توقع کہ عقل کی باتیں سن کر اپنے رویہ کو تبدیل کر لیں گے، یہ محال بات ہے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو حق گوئی سے کام لیتا ہوں انصاف کی توقع ہو یا نہ ہو، فائدہ اٹھانے کی توقع ہو یا نہ ہو آج کل عالم میں اسلام کے تصور انصاف کو پیش کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔ پس گلف کرائسز ہو یا کوئی اور ایسا موقع ہو، یہ جانتے ہوئے کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہوگی جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے مَعْذِرَةً إِلَى اللهِ۔ اللہ کے حضور معذرت پیش کرتے ہوئے ہم اپنی

طرف سے اپنا فرض ادا کر دیتے ہیں اور اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہیں۔

پس یہ وہ مضمون ہے جس کا اگلا حصہ دینی پہلوؤں سے تعلق رکھتا ہے۔ سیاست کے متعلق میں ضمناً صرف اتنا کہوں گا کہ بار بار بعض دفعہ خدا تعالیٰ آزمائش کرتا ہے اور ایک نہیں دو بار موقع دیتا ہے اور اگر بار بار ناشکری کی جائے اور ان موقعوں سے فائدہ اٹھا کر اصلاح نہ کی جائے۔ قوم کی سرداری سپرد کی جائے اور اس کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا جائے تو پھر خدا تعالیٰ کی عذاب کی تقدیر بھی نازل ہو جایا کرتی ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک مہلت ہے اور کب تک نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مہلت کے دن اب تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا تو یہ تھا کہ ایک ہی خطبے میں آج جلدی میں وہ ساری باتیں کہہ دوں مگر جب میں نے مضمون کو دیکھا اور اس کا احاطہ کرنے کی کوشش کی تو اتنا وسیع تھا کہ شاید دو خطبوں میں بھی پورا نہ ہو سکے شاید تین خطبوں تک یہ مضمون چل جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ مہلت کو اتنا لمبا تو ضرور کرے کہ کوئی عقل والے جو ہیں وہ بچ جائیں۔ عوام الناس میں جو شریف طبقہ ہے ان تک آواز پہنچے وہی سمجھ جائیں۔ اور ایسا بہت سا شریف طبقہ عوام الناس میں موجود ہے جو لاعلمی کے نتیجے میں غلط کاری میں ملوث ہے۔ تو جتنے آدمی بچ سکیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی رحمت ہے۔ حضرت نوحؑ کو کون ناکام کہہ سکتا ہے جن کے آنے پر چند کے سوا ساری قوم کی صف لپیٹ دی گئی تھی۔ کون بدبخت ہے جو یہ کہے گا کہ نوحؑ ناکام رہا۔ نوحؑ ناکام نہیں رہے بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے قرآن نے ان پر سلامتی بھیجی ان چند آدمیوں کا بچانا بھی نوحؑ کی فتح تھی اور ان سب کا غرق ہو جانا بھی نوحؑ کی فتح تھی۔ پس سچائی اس بات سے مستغنی ہو جایا کرتی ہے کہ خدا کی تقدیر کس طرح ظاہر ہوتی ہے۔ خدا کی تقدیر سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا مگر ان معنوں میں مستغنی ہو جاتی ہے کہ خدا کی تقدیر پر سچے لوگوں کا کوئی اختیار نہیں ہوا کرتا۔ وہ ہر تقدیر پر راضی رہنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

پس ہماری کوشش تو یہی ہے سمجھانے کے نتیجے میں، دعاؤں کے نتیجے میں۔ جہاں تک کوئی قوم سنبھل سکتی ہے سنبھل جائے لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر جو خدا کی تقدیر ہے ہم اس پر راضی ہیں اسے تبدیل کرنے کی کسی انسان میں طاقت نہیں ہے وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (الرعد: 12) کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو اسی کی بدیوں کی سزا

دینے کا فیصلہ کر لیتا ہے فَلَا مَرَدَّ لَهٗ کوئی نہیں ہے جو اسے ٹال سکے۔کوئی نہیں ہے جو اس کے سزا کے فیصلے کے درمیان حائل ہو سکے وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ اور اور بھی مددگار اس قوم کو خدا کی پکڑ سے پھر بچا نہیں سکتے۔کہیں دنیا میں کوئی ان کا مددگار باقی نہیں رہتا۔تو بظاہر تو ایسے وقت کے قریب قوم کو پہنچایا جا رہا ہے لیکن اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہماری گزشتہ گریہ وزاری کے نتیجے میں قوم کو اصلاح کا موقع اور دیتا ہے یا خدا کے نزدیک وہ حالت جا پہنچی ہے جس کے متعلق حضرت نوحؑ کو بتایا گیا تھا کہ اب ان میں جو بھی ہے وہ غلط کار لوگ پیدا کرنے والا ہے۔اب اس قوم کو بدیوں کے گھیرے سے بچایا نہیں جا سکتا۔تو جو بھی خدا کی تقدیر ہو گی حکمت پر مبنی ہو گی مگر جہاں تک سمجھانے کی باتیں ہیں وہ تو میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے وہ ہمارا فرض ہے اور میں سمجھاتا رہوں گا۔

توہین رسالت کی بحث میں اب میں براہ راست مذہبی پہلو سے داخل ہوتا ہوں۔سوال یہ ہے کہ صرف توہین رسالت کا سوال ہے یا توہین خداوندی کا بھی کوئی سوال ہے۔یا ملائک کی توہین کا بھی سوال ہے یا کتب کی بھی توہین کا سوال ہے۔توہین رسالت سے صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی مذموم کوشش ہے یا دیگر انبیاءؑ کی توہین کا بھی کوئی سوال ہے۔یہ بھی سوال اٹھتا ہے کہ کیا وہ انبیاءؑ جو کسی قوم کے نزدیک سچے ہیں انہی کی توہین کا مسئلہ ہے یا ان کی توہین کا بھی مسئلہ ہے جن کو لوگ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ان کے متعلق قرآن کیا اجازت دیتا ہے؟

اگر قرآن یہ کہے کہ جن نبیوں کو تم سچا سمجھتے ہو ان کی عزت کی خاطر کھڑے ہو جاؤ اور ان کی توہین کرنے والوں کے خلاف سخت سے سخت قوانین بناؤ اور جن کو تم جھوٹا سمجھتے ہو ان کی تذلیل کی کھلی اجازت دو تو پھر ساری دنیا میں مذہب کے نام پر فساد پھیل جائے گا کیونکہ تمام دنیا میں بکثرت ایسے ہیں جو اکثر نبیوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔یہ علماء کی جہالت کی حد ہے کہ اس بات کو سمجھتے نہیں کہ اسلام کے سوا کوئی بھی ایسا مذہب نہیں جس نے تمام دنیا کے انبیاءؑ کی عصمت کی حفاظت کی ہو اور انہیں سچا قرار دیا ہو۔اگر ہے تو کوئی نکال کے دکھائے اور ایسی جاہل قوم ہے کہ پاکستان کے علماء نے اخباروں میں جو بیان دیئے ہیں ان کی شہ سرخیاں لگی ہیں کہ صرف ایک اسلام ہے جس نے عصمت رسالت کا تصور پیش کیا ہے اور کسی قوم،کسی مذہب میں یہ تصور نہیں ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی رسالت کی بات کرتے ہیں اور باقی انبیاءؑ کی نہیں۔حالانکہ صرف ایک اسلام ہے جس نے تمام دنیا کے مذاہب کے نبیوں کی

عصمت کا اعلان کیا ہے اور ان کی توہین کو کراہت کی نظر سے اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ باقی سب مذاہب دوسرے تمام مذاہب کے انبیاءؑ کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

اس لئے اگر علماء کی یہ مراد ہے کہ قرآن یہ کہتا ہے کہ جن کو تم سچا سمجھو ان کی توہین کے خلاف قانون سازی کرو جن کو تم جھوٹا سمجھو ان کے متعلق کھلی چھٹی دو کہ جو چاہے جتنی چاہے سر بازار گالیاں دیتا پھرے تو پھر ساری دنیا میں مسلمانوں کے لئے تو موقع نہیں ہوگا لیکن تمام مذاہب کو کھلی چھٹی ہوگی کہ اسلام کے خلاف جتنی چاہیں گندی زبان استعمال کریں اور نعوذ باللہ من ذٰلک آنحضرت ﷺ کے خلاف جتنی چاہیں گندی زبان استعمال کریں اور اس پر ان کے خلاف تمہیں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

کیونکہ قرآن کریم نے یہ مسئلہ اللہ کے حوالے سے اٹھایا ہے اور اصل بات اللہ کے حوالے سے ہی شروع ہونی چاہئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی توہین رسالت کی باتیں کرتے ہیں توہین خداوندی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اس لئے بات وہاں سے شروع ہوگی جہاں سے قرآن شروع کرتا ہے، جہاں سے عقل کا تقاضا ہے کہ بات شروع کرو۔ انبیاءؑ کوئی عزتیں گھر سے تو نہیں لے کے آئے، انبیاءؑ کو تو تمام تر عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔ اگر اللہ ہی کی عزت باقی نہ رہے تو انبیاءؑ کی عزت کو کسی نے کیا کرنا ہے۔ اس لئے بات اللہ کے حوالے سے شروع ہوگی۔

پہلا سوال یہ اٹھتا ہے اور قوم کو چونکہ علم نہیں کہ مذہب کیا ہے یا قرآن کیا کہتا ہے۔ اس لئے میں ان کو یہ حوالہ دے کر سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کو کم سے کم مولویوں سے یہ پوچھنا تو چاہئے کہ اللہ کی عصمت کا بھی قرآن کریم میں کہیں ذکر ہے کہ نہیں؟ کہیں اللہ کی توہین کا مضمون بھی بیان ہوا ہے کہ نہیں؟ اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہاں ہوا ہے! اور پھر وہاں وہ جگہ بھی بتاؤ جہاں اس کے خلاف کسی سزا کا اعلان کیا گیا ہو۔ یہ سوال کیوں نہیں اٹھایا جاتا؟ اسمبلی کے کسی ممبر نے کسی ملاں سے مڑ کے یہ سوال نہیں کیا لیکن ملاں نے تو آپ کو جواب نہیں دینا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ کتنا عظیم جواب ہے اس سوال کا! اس سوال کا بھی حل آ گیا جو میں نے فرضی طور پر اٹھایا تھا کہ کسی کو سچا سمجھو تو عزت کرو یا جھوٹا سمجھنے کے باوجود بھی تمہارا فرض ہے کہ عزت کرو اور قوم کا دل نہ دکھاؤ۔ قرآن کریم اللہ کے حوالے سے یہ مسئلہ اٹھا رہا ہے۔ فرماتا ہے

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تمہیں ہم اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو گالیاں دو جن کو وہ خدا کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہیں یہ اللہ کی تعلیم ہے۔اس کے مقابل پر ملاں کی بد بخت تعلیم کے منہ پر تھوکنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ کتنی عظیم تعلیم ہے، مسلمانوں کو روکا جار ہا ہے کہ تمہارا فرض ہے کہ جس کو کوئی خدا سمجھتا ہے اس سے بحث نہیں ہے کہ وہ سچا ہے کہ جھوٹا ہے، ہم جانتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے، ہم تمہیں اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں دو۔ نتیجہ پھر کیا نکلے گا فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ پھر ان کو حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ اللہ کو گالیاں دیں اور علم نہ ہو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ پس روکا ہے تو مسلمانوں کو روکا ہے۔ غیروں کو نہ روکا ہے نہ ان کے لئے کوئی سزا مقرر فرمائی ہے بلکہ یہ کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو غیروں کو حق حاصل ہو جائے گا۔ ایک عقلی انسانی سطح پر حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ بھی جوابی کارروائی کریں تم جھوٹے خدا کو گالیاں دے کر اپنے منہ گندے کرو گے اور اس سے ان خداؤں کو کچھ پہنچے گا بھی نہیں۔ وہ ہیں ہی نہیں۔ جو فضا میں چیز ہی نہیں اس پر فائر کرنے سے وہ مرے گی کہاں سے۔ لیکن تم اپنے خدا پر وہ فائر کروالو گے۔ اسے ان کی بد بختیوں کے تیروں کا نشانہ بنا دو گے۔ پس کتنی پاکیزہ، کتنی گہری، کتنی عقل پر مبنی تعلیم ہے۔ نہ قوم کو پتا، نہ مولویوں سے اس قسم کے سوال کئے جاتے ہیں بلکہ ڈر کے مارے جان نکلی جاتی ہے۔ اوہو! ہو! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا کی اور رسولوں کی عزت کا معاملہ ہو اور ہم کوئی اور کارروائی کر بیٹھیں۔ پتا ہی نہیں عزت ہوتی کیا ہے۔ پتا نہیں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ اللہ کے حوالے سے بات شروع ہونی چاہئے قرآن نے اللہ ہی کے حوالے سے بات شروع کی ہے اور یہ تعلیم دی ہے اب یہ سوال ہے کہ ہیں تو وہ جھوٹے، ہم تو جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں، تو پھر خدا یہ کیوں کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کہنا۔ وجہ بیان فرمائی كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ کہ تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ نفسیاتی لحاظ سے ہر شخص اپنے اعمال کو اچھا سمجھ رہا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو جھوٹے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں ان کے دل میں واقعی ان خداؤں کی محبت ہوتی ہے اور ہر شخص اپنے عمل اور اپنے عقیدے کو خوب صورت بنا کے دیکھ رہا ہوتا ہے پس اگر وہ لوگ جو ان کو بدنظر سے دیکھتے ہیں یا حقیقت میں مکروہ سمجھتے ہیں وہ ان پر کھلے حملے کرنے شروع کریں تو مذہب کی دنیا میں ایک عام خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جس کا کوئی

نیک انجام نہیں ہوسکتا۔ تو پھر حل کیا ہے؟ فرمایا ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ گھبراہٹ کیا ہے، جلدی کیا ہے۔ تم سب نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ ان سب کا بالآخر انجام یہ ہے کہ خدا کے حضور لوٹائے جائیں گے فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ ان کو بتائے گا کہ ان کے اعمال کیسے تھے، حسین تھے یا بد تھے۔ پس اگر خدا نہیں ہے تو پھر مولویوں کی جلدی اور گھبراہٹ قابلِ فہم ہے۔ پھر اس دنیا میں اگر ان کی سزا سے کوئی بچ کے نکل گیا تو پھر کسی کے ہاتھ بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے ان کی گھبراہٹ واقعۃً قابلِ فہم ہے جب خدا ہے ہی کوئی نہیں تو جو سزا دینی ہے اس دنیا میں دے لو مرنے کے بعد پھر کیا ہونا ہے۔ لیکن اگر خدا ہے اور خدا ہے اور خدا ہی کے نام پر سارے قصے ہیں تو پھر انسان کو کسی گھبراہٹ اور تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایسے بد بخت کو خدا خود سزا دے گا جو اللہ تعالیٰ کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس ساری آیت میں کہیں اشارۃً یا کنایۃً بھی بندوں کو اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر اللہ کی ناموس کے نام پر ایک دوسرے پر تلوار چلانا شروع کر دیں۔

اب چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اور ریڈیو والے شکایت کرتے ہیں کہ آپ اگر وقت پر خطبہ ختم نہ کریں تو ٹیلی ویژن کا وقت تو لمبا ہے ریڈیو کا صرف ایک گھنٹے کا ہے اور عین اس وقت جبکہ بات آخر پر پہنچی ہوتی ہے ہم محروم رہ جاتے ہیں۔ تو اس لئے میں نے سوچا تھا کہ عین وقت پر آج ختم کروں گا۔ چونکہ مضمون بہت لمبا ہے ہوسکتا ہے آئندہ ایک دو یا شائد تین خطبوں تک بھی مضمون چل جائے۔ لیکن ایک دفعہ میں مضمون کے ہر پہلو کو اس طرح خوب کھول کر، نتھار کر قوم کے سامنے پیش کر دینا چاہتا ہوں اس کے بعد پھر ان کا خدا کے ساتھ معاملہ ہوگا اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ٹھہریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔